[۵۴] خدا پر ایمان اور شرک، رسول کی اطاعت کا عہد اور اس کے دشمنوں سے ساز باز، متضاد فکر و ارادہ، دین کے خاطر دین سے انحراف، شریعت کے نفاذ کے لیے شریعت سے انکار کے اقرار پر مغربی نظام سیاست قائم کرنا عملاً اس آیت کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ [۵۵] قرآن نے الاحزاب آیت ۲۱ میں واضح فرما دیا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [الاحزاب:۲۱] رسول اللہ کی زندگی میں امت مسلمہ کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ لیکن عملاً اس وقت اسلامی تحریکوں، انقلابیوں، اسلامی گروہوں کی نظر میں بہترین نمونہ مغرب کی زندگی، مغرب کی سول سوسائٹی، مغرب کے اداروں، افکار طرز زندگی اسلوب حیات میں نظر آتا ہے۔ ازواج مطہرات وصحابہ کرام زندگی کی مادی لذتوں و راحتوں سے محروم تھیں۔ رسول اللہ اور ان کی تمام ازواج مطہرات اور رسالت مآب کے تمام صحابہ کرام نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی اور اس کے مقابلے میں دنیا کی زیب و زینت اور زندگی کو مسترد کر دیا۔ ان کا حال قرآن نے یہ بیان کیا کہ وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ اپنی جگہ خود ضرورت مند ہوں [الحشر] یہ سپردگی یہ ایمانی کیفیت اس وقت اپنے نقطہ عروج پر پہنچی ہے جب ازواج مطہرات کی جانب سے خوشحال زندگی کے ثمرات کے مطالبات رسول اللہؐ کی جناب میں اصرار کے ساتھ پیش کیے گئے تو آیت نازل ہوئی۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا [الاحزاب:۲۸] اے نبیؐ آپ ازواج مطہراتؐ سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینتوں کی طالب ہو تو آؤ میں تمہیں دے دلا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ دنیا کی زندگی اور زینت دنیا شرعاً ممنوع نہیں لیکن داعیانہ مقام کے حاملین اور علماء فقہاء وصوفیاء اور ان کے اہل خانہ کی زندگی اس سے معریٰ ہوتی ہے اسی لیے رسالت مآب نے امت مسلمہ کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا درجہ دیا ہے کیا ہماری انقلابی تحریکوں کے قائدین درویشی سادگی اور سنت نبوی کے تارک ہیں یا اس پر عامل؟ کیا وہ دنیا سے اسی قدر تمتع فرماتے ہیں جس قدر رسالت مآبؐ نے کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں تو مسافر ہوں چند لمحوں کے لیے دنیا میں رکا ہوں مجھے دنیا سے کیا لینا؟ دنیا کو اس قدر ہیچ سمجھے بغیر خلافت انقلابی تحریکوں کو مل سکتی ہے؟ کیا حب دنیا حب جاہ اور حب مال نے ہمارے اخلاقی وجود کو سوالیہ نشان نہیں بنا دیا کیا وہ زہد و تورع وہ بے نیازی موجود ہے جو فی الاصل مطلوب ہے۔ [۵۶] حضورؐ نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ سے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بن جحش کا نکاح فرما دیا تھا۔ ایک غلام سے قریشی عورت کا نکاح قدیم سماجی نظام پر زبردست ضرب تھی۔ کفار اس نکاح پر اعتراض کرتے تھے کہ ایک اعلیٰ خاندان کی عورت کا ایک غلام سے کیا جوڑ۔ حضرت زیدؓ نے طلاق کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ حضرت زینبؓ سے نکاح رسول اللہ فرمائیں تاکہ عرب کی اس کافرانہ رسم کو ہمیشہ کے لیے توڑ دیا جائے کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہوتا ہے اس کی بیوی سے نکاح جائز نہیں۔ رسول اللہ اس معاملے میں تذبذب کا شکار تھے۔ اس تردد کے باعث آپؐ نے حضرت زید کو طلاق دینے سے باز رکھنے کی کوشش کی جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا [۳۷] مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا [الاحزاب آیت ۳۷۔۳۸] ان آیت کے ذریعے رسول اللہ کو بتا دیا گیا کہ پیغمبر کا کام رسوم و رواج کی زنجیروں کو توڑنا ہے ان سے گھبرانا نہیں۔ الاعراف میں یہ مضمون بیان ہوا۔ آپؐ ان پر سے وہ بوجھ اتارتے ہیں جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتے ہیں جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ [۵۷] وجہ یہ ہے کہ رسوم و رواج کو صرف پیغمبر ہی توڑ سکتے ہیں کیونکہ رسوم و رواج کو پامال کرنا پیروں تلے روندنا بڑے بڑے لوگوں کے لیے ممکن نہیں وقت کا الوالعزم پیغمبر ہی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ زمین پر حق کی حجت قائم کرتے ہیں اور لوگوں کو ان بوجھوں

سے آزاد کرتے ہیں جو معاشرے اپنی جاہلیت کے ذریعے خود مسلط کرتے اور اس کے بوجھ سے خود کراہتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ انقلابی اسلامی تحریکیں سیاسی انقلابات ہنگامے اور جہاد میں بھرپور حصہ لیتی ہیں لیکن معاشرتی رسوم و رواج کو تبدیل کرنے پر توجہ مرکوز نہیں کرتیں۔ حضرت سید احمد شہیدؒ نے صوبہ سرحد میں نکاح بیوگاں، جائیداد میں عورت کی میراث وغیرہ جیسی جاہلانہ رسومات کے خلاف جہاد کیا تو آپ کی مخالفت شروع ہوگئی۔ تحریک نفاذ شریعت کے صوفی محمد صاحب سے انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ حکومت کے خلاف عسکری جدوجہد کر رہے ہیں لیکن اپنے علاقے میں غیر شرعی رسوم کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے مثلاً عورت کو طلاق دیے بغیر گھر بٹھا لینا کہ طلاق عزت کے خلاف ہے، عورتوں کو جائیداد سے محروم رکھنا، نکاح بیوگان سے احتراز تو حضرت والا نے فرمایا کہ یہ کام اقتدار میں آنے کے بعد کیے جائیں گے۔ غالباً اسلامی تحریکیں اسے مشکل کام سمجھ کر اقتدار کے سائبان کو ضروری خیال کرتی ہیں لیکن نہ اقتدار ملتا ہے نہ سومات ختم ہوتی ہیں۔ کیا معاشرت کی اصلاح کے بغیر ایوان حکومت میں کامیابی فائدہ مند ہوسکتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ اسلامی انقلابی تحریکوں کی طبع کردہ کتابوں میں معاشرت پر برائے نام کتابیں بھی نہیں ملتیں۔ معاشرت کو اس قدر غیر اہم کیوں سمجھ لیا گیا ہے۔ کیا انقلابی تحریکیں انقلاب ہوا، خلاء اور فضاء میں برپا کریں گی یا زمین پر تو معاشرت کی تبدیلی کے بغیر یہ انقلاب کامیاب کیسے ہوسکتا ہے؟[۳۶] كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ [مومن:۵] قرآن بتاتا ہے کہ حضرت نوح اور ان کے بعد جتنے بھی رسول، پیغمبر، انبیاء تشریف لائے ہر امت نے اپنے رسول پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا انھیں نیچا دکھانے کی کوشش کی اور باطل کے ذریعے سے کج بحثیاں کیں تاکہ حق کو پسپا کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں اس ظلم و جہالت پر پکڑ لیا اور عبرتناک سزا دی۔ آل عمران آیت ۱۴۶۔۱۴۸ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ o وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ o فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہ ہوئے انھوں نے کمزوری نہیں دکھائی وہ [باطل کے آگے] سرنگوں نہیں ہوئے ایسے ہی صابروں کو الہ پسند کرتا ہے ان کی دعا بس یہ تھی کہ ہمارے رب ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہوگیا ہے اسے معاف فرما دے ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر، آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی عطا کیا اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔ یہ دونوں آیات بتاتی ہیں کہ انبیاء اور رسولوں نے ہمیشہ حق کے لیے جان کی بازی لگائی اور اس عہد کے مشرکین و منافقین و کفار نے ان کو شکست دینے کے لیے پورا زور لگایا اور آخر کار شکست کفار کو ہوئی اگر بہ ظاہر عارضی شکست نظر آئی یا انبیاء قتل ہوئے تب بھی ان کی شہادت کے فوری بعد حقیقی فتح انبیاء کے پیروکاروں اور جانشینوں کو ملی۔ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ رسول کی زندگی میں پورا کرے وہ اپنا وعدہ رسول کے گزر جانے اور شہادت پانے اور اہل حق کے ختم ہو جانے کے بعد بھی اس شان سے پورا کرتا ہے کہ زمین و آسمان حیرت زدہ رہ جاتے ہیں جیسا کہ سورہ یٰسین اور اصحاب الاخدود کے معاملے میں نظر آتا ہے۔ رسالت مآبؐ سے بھی اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا تھا کہ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ پس اے نبیؐ صبر کیجیے اللہ کا وعدہ برحق ہے اب خواہ ہم آپ کے سامنے ہی ان کو برے نتائج کا کوئی حصہ دکھا دیں جن سے ہم انھیں ڈرا رہے ہیں یا [اس سے پہلے] آپ کو دنیا سے اٹھا لیں پلٹ کر آنا تو انھیں ہماری ہی طرف ہے [المومن:۷۷] بے شک ہم مدد کریں گے اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں بھی اور اس دن بھی مدد کریں گے جس دن گواہ اس کے حضور میں پیش ہوں گے۔ اِنَّا

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ [المومن:۵۱]اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی مدد فرمائے گا۔اہل ایمان، مخلصین ،راسخون فی العلم، اہل حق کے تمام گروہوں سے تمام زمانوں میں اللہ کا وعدہ یہی رہا ہے اور قیامت تک یہی رہے گا بشرطیکہ اہل حق صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے صبر، حکمت، صلوٰۃ اور راستی پر قائم رہیں اور کفر سے کسی قسم کی مصالحت نہ کریں کیا وجہ ہے کہ انقلابی تحریکوں کو اللہ کے ان وعدوں میں سے بہت کم حصہ مل رہا ہے کہیں ہم اپنی راہ سے بھٹک تو نہیں گئے؟ ہمارے عمل میں کوئی کجی تو نہیں آ گئی اور ہم دین کے نام پر دین میں غلو تو نہیں کر رہے؟ ایک اہم جائزہ۔[۵۸] اللہ کی رحمت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن لوگوں کو برے نتائج کے اعمال سے بچالے اور جن کو اللہ نے اس دن برے نتائج سے بچالیا تو دراصل اس نے ان لوگوں پر رحم فرما کر انھیں جنت کا حق دار بنا دیا[المومن:۹] لوگوں کو قیامت کے دن کامیاب بنانا مومنین کا اصل ہدف ہے کیا انقلابی اسلامی تحریکیں اس ہدف کے لیے کام کر رہی ہیں ان کی تحریروں اور مطالبات اور تقریروں میں اس ہدف کا کیا مقام ہے؟ کیا یہ اہم سوال نہیں؟[۵۹] کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے، قوت میں اور ان آثار کے اعتبار سے بھی جو انھوں نے زمین میں چھوڑے پس اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا اور کوئی ان کو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا نہ تھا۔اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ [مومن:۲۱] ہر امت اور قوم کی پکڑ ذنوبہم کے باعث ہوئی۔لہٰذا امت مسلمہ کا بحیثیت امت وسط پہلا کام لوگوں کو گناہوں سے بچا کر پرہیزگاری کی طرف لانا ہے لیکن کسی انقلابی اسلامی جماعت کے منشور میں گناہگاروں کے لیے پاکیزہ زندگی بسر کرانے، ان کے قلب تبدیل کرنے، ان کو صراط مستقیم پر لانے، ان کے ذہن و دل کے مراکز کو بدلنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔سارے منصوبے دماغی صلاحیتیں اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے وقف ہیں کیا انقلابی اسلامی تحریکوں کا یہ نقطہ نظر درست ہے؟[۶۰] ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا[المومن:۵۳] کتاب کے وارث بنانے کا لازمی نتیجہ اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کا صلہ یہ تھا کہ اس کی میراث میں ان کے لیے غلبہ و اقتدار کو ممکن بنا دیا گیا۔کیا استخلاف فی الارض یعنی زمین کی خلافت سیاسی جدوجہد، مطالباتی مہم، نعروں، جذباتی تقریروں، جلوسوں، پمفلٹ، کیسٹ اور پوسٹر کے ذریعہ ملتی ہے یا یہ ایک ملت کے اعمال صالحہ کا فطری انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے نعمت اور آزمائش کے طور پر عطا ہوتا ہے۔[یونس:۱۴] خلافت ارضی خلافت کی جدوجہد کے ذریعہ ملتی ہے یا اپنے آپ کو رب کے سپرد کرنے اور اپنی تمام کوششوں کو اس کی رضا طلبی کے لیے وقف کر دینے کے نتیجہ میں بطور انعام ملتی ہے۔[النور:۵۵] اگر روئے زمین پر ایک صالح گروہ موجود ہو جو اپنے ایمان علم عمل کے ذریعے آزمائش میں ثابت قدم رہا ہو تو کیا لازماً اسے خلافت ارضی عطا کرنا مشیت ربی کا تقاضہ ہے یا اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے تحت اس گروہ کو استخلاف فی الارض سے اپنی حکمت بالغہ کے تحت محروم رکھ سکتا ہے۔کیونکہ کسی گروہ کو اقتدار کا ملنا اس کے جذبہ شکر کی آزمائش ہے اور کسی گروہ کو اقتدار سے محروم رکھنا اس کے صبر کا امتحان ہے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو شکر اور صبر کے امتحانات سے گزارتا ہے اور پھر مناسب موقع پر اپنی حکمت کلی کے تحت اقتدار عطا فرما دیتا ہے۔ان نقطۂ ہائے نظر کا سورہ یونس:۱۴، سورہ النور:۵۵، اور آل عمران:۲۶ اور دیگر آیات کی روشنی میں تقابلی جائزہ۔کیا خلافت فی الاصل مقصود ایمان ہے کیا یہ کسی گروہ کا استحقاق ہے یا انعام؟ کیا اکثر ایسا نہیں ہوا کہ ایک گروہ کلمہ حق کہتے کہتے شہید ہو گیا لیکن یہ شہادت انقلاب اور خلافت ارض کا عنوان بن گئی کیا اصحاب الاخدود، اصحاب کہف، اور سورہ یٰسین کے شہید کے حالات اس نقطہ نظر کی ترجمانی نہیں کرتے؟